سلسلہ نمبر ۵۶

MAKTABUS SUFFAH
مکتب الصفہ
ہیراپورہ اچلپور ضلع امراوتی انڈیا
Rge. No. 158/ 2021
Aishifa Welfare Education Society Achalpur Pin 444806

مدارس دینیہ امت مسلمہ کیلئے سرچشمہ حیات ہیں

خطابِ جمعہ

1 نومبر 2024

MSuffah
+91-8830665690

مکتب الصفہ اچلپور

مدارس امت مسلمہ کے لیے سرچشمۂ حیات ہیں

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید، اعوذباللہ من الشیطان الرجیم ۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (4) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق: ۵-۱)

عرب ایک اُمی قوم تھی جس کو قرآن مجید میں خود کہا گیا ہے یہود کی زبان سے لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ (سورۃ آل عمران ۵۷) ہم عرب کے باشندوں کے ساتھ کوئی معاملہ کریں، کوئی زیادتی کریں، ان کے مال پر قبضہ کرلیں، غصب کرلیں، ان کو ایذا پہنچائیں، ہم سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ وہ جانوروں کے حکم میں ہیں، جانور کو اگر کوئی استعمال کرے، مار دے، تکلیف پہنچائے، تو کوئی محاسبہ نہیں ہوگا، اور ایک ایسی قوم جس کو اُمیین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر کرکے اس کو قیامت تک کے لیے باقی رکھا گیا ہے، ایک ایسے شہر میں کہ جہاں قلم ڈھونڈھنے سے ملتا، مکۂ مکرمہ میں شاید تین چار گھروں میں قلم مل سکتا تھا، اور پھر ایک ایسی شخصیت پر، ایک ایسے انسان کامل پر، اور ایک ایسے اللہ کے محبوب بندے پر کہ جو دنیائے انسانیت کو نجات دینے کے لیے مبعوث ہوا ہے، اور جس کو علم کے دریا بہانے ہیں، اور علم کے خزانے زمین سے اگلوانے ہیں، اور جس کو ذہانت اور قوت مطالعہ اور تدقیق و تحقیق کی آخری معراج تک پہنچانا ہے، وہ خود اُمی ہے، اس پر یہ آیتیں نازل ہوتی ہیں۔

اس امت کا دامن علم سے باندھ دیا گیا ہے

تو اس امت کا دامن علم سے باندھ دیا گیا ہے، اور اس امت کے لیے گویا یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کردی گئی ہے ان آیتوں کے ذریعے کہ پہلی وحی جو نازل ہوتی ہے اس میں نہ عقائد کے بارے میں کچھ کہا جاتا ہے، نہ ان چیزوں کے بارے میں جو بنیادی چیزیں ہیں، جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، نہ عبادات کے متعلق کہا جاتا ہے، نہ معاملات کے متعلق کچھ کہا جاتا ہے، اور نہ وہاں کے رسوم کے خلاف کچھ کہا جاتا ہے، نہ جاہلیت کے خلاف کہا جاتا ہے، وہاں جو پہلی بات کہی جاتی ہے، پہلا لفظ جو بولا جاتا ہے، حضرت جبرئیل جس کو ادا کرتے ہیں، آپ سے ادا کروانا چاہتے ہیں، وہ ہے، اِقرا۔

یہ ایک انکشاف، یہ ایک حیرت انگیز چیز ہے کہ سوچنے سمجھنے والے انسان کو بڑے تفکر اور تدبر پر، اور ذہانت پر اور نکتہ شناسی پر، آمادہ کرتی ہے، مگر چوں کہ جو چیز زیادہ پڑھی جاتی ہے، نظر سے گزرتی ہے، اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی یا نوبت نہیں آتی، اور سب سے پہلے یہی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، اسی سے بسم اللہ ہوتی ہے، اسی لیے اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی یا نوبت نہیں آتی۔

قرآن کریم کی پہلی آیت کے ذریعہ اس امت کا قرأت یعنی پڑھنے سے دامن باندھ دیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ایک شرط یہ ہے کہ علم اور اسم دونوں کو جمع کیا گیا ہے، دنیا کی یہ بڑی نقمت ہے اور بڑی بدنصیبی ہے، اس کو امریکہ اور یورپ میں اور ترقی یافتہ دور میں دیکھا جاچکا ہے کہ علم کا رشتہ جب اسم سے ٹوٹ گیا ہے تو وہ علم علم نہیں، بلکہ جہل ہے اور جہل نہیں بلکہ جہل آموز چیز اور انسانیت سوز چیز اور حقائق کو بھلا دینے والی اور آخری درجہ میں خدا فراموش بنا دینے والی چیز بن گیا ہے، یہ ایک سانحہ ہے دنیا کا۔

آج علم نافع کیوں نہیں؟

علم جو آج مفید نہیں ہو رہا ہے، نافع نہیں ہے، وہ اس وجہ سے کہ علم علم ہے لیکن اسم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے علم کو اسم کے ساتھ جوڑا تھا، اور دونوں کا دامن باندھ دیا تھا، اور علم کو اسم کے ساتھ مربوط کردیا تھا، جب علم اسم سے محروم ہوجائے گا، اور پھر محروم ہی نہیں باغی ہوجائے گا، اس اسم کے خلاف وہ بغاوت کرے گا، انکار ہی نہیں بلکہ اس کو پردۂ وجود سے ختم کرنا چاہے گا، وہ علم علم وحشت آمیز نہیں، وحشت انگیز نہیں، بلکہ وحشت آموز بن جائے گا، اور ظلم کا دریا بہانے والا اور ظلم کی آگ لگا دینے والا بن جائے گا، اور جو کچھ فساد ہم کو آج یورپ و امریکہ میں نظر آرہا ہے، وہ سب اس وجہ سے کہ علم کا رشتہ اسم سے ٹوٹ چکا ہے، اور اب علم وہ علم نہیں ہے جو انسانیت پیدا کرے، بلکہ وہ علم ہے کہ جو درندگی پیدا کرے، وحشت پیدا کرے، سبعیت پیدا کرے، سفا کی پیدا

کرے، نفس پرستی پیدا کرے۔

مدارس امت مسلمہ کے لیے کیوں ضروری ہیں؟

تو جہاں تک مسلمانوں کا، امت مسلمہ کا تعلق ہے، اس کا تو دامن بندھا ہوا ہے، اس کے لیے تو شرط ہے کہ اس کی زندگی کا آغاز، اس کی شعوری زندگی کا آغاز کم سے کم اقراء یعنی قرأت کے عمل کے ساتھ ہو، اور اسم کے سایہ کے نیچے ہو، اسم ربانی، اسم الٰہی کے سایہ کے نیچے ہو، اور وہ اس کی سرپرستی میں ہو، اس کی رہنمائی میں ہو، اس کی رفاقت میں ہو، تو جہاں تک امت مسلمہ کا تعلق ہے، اس کے لیے تو مدارس اس لیے ضروری ہیں کہ یہ مدارس اس کی زندگی کا سرچشمہ ہیں، اور اس کو اسلام کے راستے پر ڈالنے والے ہیں، اسلام کو سمجھانے والے ہیں، اسلام پر عمل کرنے کی ترغیب دینے والے اور پھر زمانے میں جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں، ان تغیرات سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں بلکہ مصائب پیدا ہوتے ہیں، تناقضات پیدا ہوتے ہیں، امتحانات پیدا ہوتے ہیں، ان کا علاج بھی بتانے والے ہیں۔

ایک اعلان

جہاں تک امت مسلمہ کا تعلق ہے، علم تو اس کے لیے سانس کی طرح ہے، روح کی طرح ہے، لیکن شرط یہی ہے کہ علم اسم الٰہی سے مربوط ہو، اور اسی کی رہنمائی میں ہو، اور پھر انہیں آیتوں میں خیال فرمایئے کہ غار حرا میں یہ آیتیں نازل ہو رہی ہیں ایک نبی اُمی پر، اور ایک شہر اُمی پر، بلد اُمی میں اور ایک ملک اُمی میں اور ایک اُمت اُمیہ میں، لیکن اس میں قلم کا بھی ذکر ہے، اس میں صاف پیشین گوئی تھی، اس پر بہت کم لوگوں نے غور کیا کہ ان آیتوں میں یہ اعلان کیا ہے اور اس اعلان پر بہت کم لوگوں نے غور کیا کہ یہ امت قلم کے استعمال کرنے والی امت ہوگی اور قلم سے ہدایت و رہنمائی کا کام لے گی قلم سے وہ ان خرابیوں، ان بیماریوں کو دور کرے گی جن میں انسانیت مبتلا ہے، قلم کا سب سے زیادہ استعمال کرنے والی یہ امت ہوگی، اس لیے کہ اس کے نبی اُمی پر جو آیتیں نازل ہو رہی ہیں، ان میں بھی قلم کو فراموش نہیں کیا گیا ہے، اس میں قلم کا لفظ آیا ہے۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

مدارس امت مسلمہ کے لیے حیات کی ایک شرط ہیں

تو جہاں تک امت مسلمہ کا تعلق ہے، مدارس امت مسلمہ کے لیے حیات کی ایک شرط ہیں، وہ اس کی شرائط حیات اور شرائط بقاء میں سے ہیں اور اسی سے اس امت کا بقا اور تسلسل بحیثیت امتِ ہدایت کے باقی رہے گا۔ جس کا علم سے کبھی رشتہ توڑا نہیں جا سکتا، اور توڑا جائے تو ٹوٹ نہیں سکتا، اور اگر توڑا جائے تو پھر یہ امت کشی ہوگی، امت اسلام کشی ہوگی، پھر اس کے بعد جہاں تک تعلق ہے دوسرے ممالک کا، اور دوسرے تمدنوں کا، اور تمدنی مرکزوں کا، یہ مدرسے شفا خانے ہیں ان ملکوں کے لیے، اور درحقیقت بات ذرا سمجھ میں آنے والی ہے کہ مدارس کا وجود میڈیکل کالجز سے زیادہ ضروری ہے، یہ میڈیکل کالج جہاں پر علاج ہوتا ہے، جہاں بالکل لب دم اور جاں بلب مریضوں کو لے جایا جاتا ہے، ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اگر غیر فانی حیات اور آخرت، اور انسان کی ہدایت وضلالت کا مسئلہ، اور انسان کی حیات و ہلاکت کا مسئلہ سامنے لایا جائے، اور حیات بھی نافع، حیات بھی حیات بخش، اور پھر علم بھی نافع، اور پھر دوسروں کو نفع پہنچانے والا ہو تو یہ مدارس ان میڈیکل کالجز سے بھی زیادہ ضروری ہیں، وہاں جسم کا علاج ہوتا ہے، عضو کا علاج ہوتا ہے، کسی انسانی جسم کے کسی ٹکڑے کا علاج ہوتا ہے، کسی بیماری کا انکشاف ہوتا ہے، لیکن وہ بہرحال زندگی عارضی ہے، زندگی کی بیماریاں بھی عارضی ہیں، زندگی کا انجام بھی سب کو معلوم ہے، یہ زندگی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

مدارس سے حیات ابدی کا تحفہ ملتا ہے

لیکن یہ مدارس وہ شفا خانے ہیں جہاں سے حیات ابدی کا تحفہ ملتا ہے، اور حیات اخروی کی نعمت ملتی ہے، اور انسان کا خدا سے ربط قائم ہوتا ہے، مخلوق کا ربط خالق سے قائم ہوتا ہے، مرزوق کا ربط رازق سے قائم ہوتا ہے، مجبور کا ربط قادر مطلق سے قائم ہوتا ہے، اور یوں سمجھئے کہ انسان اس کے ذریعے سے بامعانی بنتا ہے، اور ایک زندگی کی ضرورت ثابت ہوتا ہے۔

اس لیے اگر انصاف ہو، سلامت فکر ہو، اور حکومت تعصّبات سے پاک ہو، اور وہ حقائق کو سمجھنے والی ہو، تو اس کو خود ان مدارس کو قائم کرنے کے لیے انتظامات کرنے چاہئیں، اور بلکہ اس کے لیے ضد کرنی چاہیے، اور اس کے لیے اس کو احکام کرنے جاری کرنے چاہئیں، اگر ہمارے ملک میں یا کسی ملک میں یا یورپ و امریکہ کے کسی ملک میں بھی یہ حقیقت پسندی پیدا ہو جائے، اور انسان کے آغاز و انجام پر اس کی نظر ہو، اور آسمانی کتابوں پر اور آسمانی

تعلیمات سے وہ واقف ہو،اور کم سے کم یہ سمجھے کہ یہ حیات فانی ہے،اور چاہے کتنے ہی سال کی ہو،سو برس کی ہو، یا اس سے زائد کی ہو،اس کے بعد پھر فنا ہونا ہے،آگ میں جل جانا ہے، یا مٹی میں چھپ جانا ہے،اگر اس حقیقت پر بھی نظر ہو تب بھی وہ ان مدارس کی، جہاں سے حیات حقیقی کا پیغام ملتا ہے،اور شفائے کلی کا پیغام ملتا ہے،اور جہاں سے زہر کا تریاق ملتا ہے،اور جہاں سے زندگی میں معنویت پیدا ہوتی ہے،زندگی میں افادیت پیدا ہوتی ہے،اور زندگی میں ارتقاء پیدا ہوتا ہے،اور زندگی میں انصاف پیدا ہوتا ہے،اور زندگی میں انسان دوستی پیدا ہوتی ہے، وہ ان مدارس کی سر پرستی کرے اور ان کو قائم کرے اور قائم کروائے ،اور اگر کوئی ان کو بری نگاہ سے دیکھے تو وہ اس کی دشمن بن جائے کہ ان مدارس کا رہنا ضروری ہے۔

اگر ہمارے ہندو بھائیوں میں ، ہمارے ان ہم سایہ گان میں اور ہمارے ہم وطنوں میں اگر حقیقت پسندی ہو تو ان مدارس کی جہاں خدا سے ڈرنا سکھایا جاتا ہے،خدا کی معرفت بتائی جاتی ہے،انسان کا درجہ بتایا جاتا ہے کہ (لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ)اور جہاں ناانصافی کو اور ایذارسانی کو اور نفس پرستی کو برا بتایا جاتا ہے،اور اس کی مذمت کی جاتی ہے،اور اخلاق سیئہ سے روکا جاتا ہے،وہ ان کی ایسی قدر کرتے کہ وہ شفاخانوں سے اور میڈیکل کالجوں سے زیادہ ہوتی ،مگر افسوس ہے کہ جو فطری حقائق ہیں ،اور ابدی حقائق ہیں ،عمومی حقائق ہیں ، آفاقی حقائق ہیں ،ان پر پردے پڑ گئے ہیں ،زمان ومکان کی تنگیوں کے اور زمان ومکان کے اثرات کے،اور باہر کے خدا،شناس ملکوں کی تہذیب کے اثرات پڑ گئے ہیں ،اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ملک خود بھی زوال کی طرف جارہے ہیں۔

وہاں جو لوگ جاچکے ہیں ، جو لوگ وہاں کے حالات پڑھتے ہیں کہ یہ جو کوشش ہورہی ہے اس وقت Fundamentalism کے خلاف ،اور مسلمانوں میں مذہبی جذبہ کو سرد کرنے کے لیے، اس میں اس کو بھی دخل ہے، احساس کمتری کو بھی دخل ہے،اور اس میں اس خطرے کے احساس کو بھی دخل ہے کہ امریکہ اور یورپ اور مغرب زوال کی طرف جارہے ہیں ،اور اس میں ایک امکان یہ بھی ہے کہ اسلام قبول کرلیں ،انہوں نے اپنی تشفی کے لیے بھی اور کسی قدر اس کے انتظامی لحاظ سے بھی ان اسلامی ممالک میں خود یہ تحریک پیدا کی ہے کہ بنیاد پرستی کو ختم کیا جائے ،اور افسوس ہے کہ ہمارے ان ملکوں کے حکمرانوں نے اور وہاں کی صاحب اقتدار جماعت نے اس کو قبول کرلیا ہے،اس وقت اگر کوئی چیز بچاسکتی ہے تو وہی علم نافع اور آسمان سے اترا علم ہے اس علم سے وابستہ ہے۔

اگر یہ ان لوگوں کو معلوم ہوجائے تو پھر وہ ان مدارس کو، ممکن ہے کہ بہت سے مدارس کی انتظامی کمیٹیوں اور ان کے سر پرستوں اور ان کے رہنماؤں سے زیادہ، وہ ان مدارس کا قائم رہنا ضروری سمجھیں اور ان کی حفاظت کریں ،اور یہ آگ بجھانے والے انجن جو ہیں اور ان کے جو مرکز ہیں ،ان سے زیادہ ان مدارس کو اہمیت دیں ، کہ ہوس کی آگ کو، نفس پرستی کی آگ کو،اور پھر دولت پرستی کی آگ کو(جو آخری چیز ہے) بجھانے والے یہی انجن ہوسکتے ہیں ،ان انجنوں کی حفاظت کریں۔

مدارس نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ ملک کے لیے بھی ضروری ہیں

یہ بات ایک امت مسلمہ کے نقطۂ نظر سے اور اس کی ترجمانی کرتے ہوئے بھی اور اس کا ربط بتاتے ہوئے بھی اور اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک کی آبادی کا جہاں تک تعلق ہے، اس کا ان مدارس کے بارے میں جو نقطۂ نظر ہونا چاہیے ،تاثر ہونا چاہیے، اور فیصلہ ہونا چاہیے، اس کو بھی سامنے رکھ کر کہی گئی ہے کہ یہ مدارس نہ صرف مسلمانوں کے لیے ضروری ہیں بلکہ ملک کے لیے ضروری ہیں ، وہاں کی آبادی کے لیے ضروری ہیں ، وہاں کے مستقبل کے لیے ضروری ہیں ، اگر وہ ملک آدمیوں کو دیکھنا چاہتا ہے کہ آدمی آدمی کی طرح رہے، آدمی بھیڑیا نہ بن جائے ، آدمی کتا اور سانپ ، بچھو نہ بن جائے ، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح کے مراکز چاہے ان کا نام آپ مدارس رکھیے، چاہے ان کا نام آپ کچھ اور رکھیے، کسی زبان میں رکھیے، لیکن بہر حال ایسے مرکزوں کی ضرورت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

MSuffah